ماحصل یہ تھا کہ اصحاب اراضی سے ثبوت ملکیت کے لئے بیّنہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

جواب :-

امام نوویؒ نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مالکان اراضی سے ثبوت ملکیت طلب کرے۔ اور پھر جو اپنی ملکیت کو قانون کی نگاہ میں ثابت نہ کر سکے اس سے وہ سلب کرے۔ یہ بالکل ایسی ہی صورت ہے جیسے قانون یہ کہے کہ جو شہری اپنے آپ کو بے گناہ نہ ثابت کر دے اس کو حوالۂ تعزیر کیا جائیگا ظاہر ہے کہ کوئی عقل مند آدمی اس شکل کو صحیح نہیں قرار دے سکتا۔ بخلاف اس کے صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس شہری کے خلاف کوئی جرم عدالت کے سامنے ثابت کر دیا جائے صرف اس پر تعزیر وارد ہوگی۔ اس طرح زمینوں یا دوسرے اموال کے سلب ملکیت کے لئے کسی فرد یا حکومت کو بطور مدعی یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ یہ چیز ناجائز طور پر کسی نے ملکیت میں لی تھی یا اب اس کا اس کی ملکیت میں رہنا ناجائز ہے۔

امام نوویؒ کا قول تحقیق کی ضرورت کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تحقیق کے الٹے طریقے سے کام لینے کی تردید میں وارد ہے۔

رویتِ ہلال اور لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز میں

سوال :-

(۱) پچھلے دنوں محکمۂ موسمیات (کراچی) کے اسٹڈی سرکل کی ایک مجلس میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی ایک تقریر ہوئی جس کا عنوان تھا "رویتِ ہلال سائنٹفک نقطۂ نگاہ سے"۔ تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ ہمارے مذہبی تقاریب مثلاً عید الفطر، عید الاضحیٰ وغیرہ کے دنوں کے تعین میں ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے۔ پھر کیوں نہ ان ایام کو پہلے سے متعین کر لیا جائے۔ جب سائنس اور ریاضی کی مدد سے حساب لگا کر ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس مجلس میں چند علما بھی شریک تھے۔ جن میں سید سلیمان صاحب ندوی کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ دراصل چاند کا وقوع اور چاند کا شہود دو مختلف چیزیں ہیں۔ اور شریعت کی رُو سے شہود مقصود ہے۔ نہ کہ وقوع۔ چنانچہ انہوں

نے ریاضی سے حساب لگاکر رویت ہلال کو پیشگی متعین کرنے یا ہوائی جہاز پر سوار ہوکر بادلوں سے اوپر جاکر چاند دیکھنے سے اختلاف کیا۔ سید صاحب کی یہ رائے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ایک معمانی ہوئی ہے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟

(۲) ایسا ہی ایک مسئلہ لاؤڈ سپیکر کے ساتھ امامتِ نماز کرانے کا ہے۔ علماء زیادہ سے زیادہ اذان میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال گوارا کرتے ہیں۔ لیکن نماز میں وہ اسے جائز قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ لاؤڈ سپیکر خود امام ہی کی آواز کو منتقل کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعے نماز کے نظم کو زیادہ اچھی طرح برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

جواب:۔

آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ رویتِ ہلال کے بارے میں دونوں ہی مسلک پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک ایک ملک میں تقاریب کا ایک ہی وقت میں ہونا اہمیت رکھتا ہے۔ اور وہ سائنس کے آلات اور علم الافلاک کے حسابات کی رو سے رویت ہلال کے وقت اور ان کا قطعی تعین کرنے کو مناسب سمجھتے ہیں لیکن دوسری طرف کثرت سے رائیں اس مسلک کے حق میں ہیں کہ رویتِ ہلال کے بارے میں فطری ذرائع پر انحصار کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ تقاریب کا ایک بڑے ملک میں ایک ہی وقت میں ہونا نہ ضروری ہے نہ صحیح۔

ہماری رائے میں بلحاظ نصوص کی رو سے دوسرا مسلک ہی قابلِ ترجیح ہے۔ شریعت نے لوگوں کو اس کا مکلف نہیں کیا ہے۔ کہ وہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر جاکر چاند دیکھیں۔ بلکہ انہیں یہ سیدھا سادہ فطری طریق بتایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ لو اور چاند دیکھو تو عید کرلو۔

احادیث کی رو سے کسی بڑے ملک یا برعظیم یا پوری دنیا میں بیک وقت رمضان یا عید کے وقوع کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ الٹا فلکیات کا علم بتاتا ہے کہ رویت ہلال کا ہر جگہ ایک ہی دن ہونا ضروری نہیں اختلافِ مطالع کی اہمیت کے پیشِ نظر کسی مقام کی رویت ہلال کو دور دراز کے علاقوں کے لئے حجت نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ جب چاند کا وقوع مختلف علاقوں میں مختلف اوقات میں ہوتا ہے۔ تو پھر ایک مقام کی رویت ہلال کو دوسرے مقامات کے لئے کیسے واجب القبول قرار دیا جاسکتا ہے۔ شریعت میں ایک شہر اور اس کے مضافات کی رویت ہلال